ڈاکٹر حافظ محمود اختر ☆

# فن جراحت میں مسلمانوں کے کارہائے نمایاں

جراحت کا مادہ "ج ر ح" ہے۔ اسی سے جرح یعنی زخم۔ جراح' زخموں کی چیر پھاڑ کرنے والا شخص۔ ابتدائی دور میں جراحت کے لئے "عمل الید" اور "عمل بالید" کی اصطلاح مستعمل تھی۔ جراحت کے شعبے میں اس کی جزئیات کے حوالے سے بھی اصطلاحات ملتی ہیں۔ مثلاً ربط یعنی شریان بندی' پٹی کے لئے' قطع کا لفظ کسی ماؤف حصہ جسم کو کاٹنے کے لئے۔ بط اور بتر کی اصطلاح فاسد مادے نکالنے کے لئے' چیرا دینے کے لئے' کی کی اصطلاح کسی ماؤف حصہ کو داغنے کے لئے مستعمل ہیں۔ جراحت کے خاص خاص شعبوں مثلاً موتیا بند کے لئے قدح' معمولی اور چھوٹے اپریشنوں کے لئے جبر' خون نکالنے کے لئے فصد' کی اصطلاحات بھی ملتی ہیں۔۱

جس طرح مسلمانوں نے علوم و فنون کے تمام شعبوں میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اسی طرح فن جراحت بھی ان کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ ان کی اس شعبے میں خدمات علم و حکمت کی تاریخ کا ایک سنہری اور انمٹ باب ہے۔ مشرق و مغرب کے محققین یہ بات تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکے کہ مسلمانوں کی اس شعبے میں خدمات آگے چل کر موجودہ دور کی ترقی پر منتج ہوئیں۔ اگر مسلمانوں نے اس کی بنیادیں خالص سائنسی بنیادوں پر نہ رکھی ہوتیں تو آج سرجری کی ترقی کی یہ کیفیت نہ ہوتی جس کا مشاہدہ ہم آج کر رہے ہیں۔

ابتدائی عہد میں مسلمانوں نے فن جراحت میں کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام میں انسانی جسم کی چیر پھاڑ ممنوع ہے کیونکہ یہ انسان کی عظمت اور وقار کے منافی ہے کہ اس کے جسم کو مرنے کے بعد پھاڑا جائے لیکن جلد مسلمان اس فن کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنے کمالات سے اپنی صلاحیتوں کے جھنڈے گاڑھ دیئے۔۲

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کے مقالہ نگار نے اس سلسلے میں یوں اظہار خیال کیا ہے کہ "قرون وسطی میں یورپ کی سرجری کے مقابلے میں عربوں کا علم جراحت بہت زیادہ ترقی یافتہ تھا اور اس نے یورپ کی سرجری کو ترقی دینے میں بڑی مدد کی۔"۳

مقالہ نگار لکھتے ہیں:

عربوں کا علم جراحت مذہبی عوامل کے علاوہ بھی جانوروں کی چیر پھاڑ سے اجتناب کرتا تھا۔ تاہم "علم تشریح الابدان" کی بجائے محدود رنگ میں انسانی جسم کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں وہ پیچھے نہیں رہا کیونکہ جراحت میں علم تشریح کو بہرحال نظر انداز نہیں کیا جا سکتا"۴۔ لیکن اس کے باوجود کہ مسلمان اس علم کی طرف بڑی دیر کے بعد متوجہ ہوئے' انہوں نے دیگر علوم کی طرح اس علم میں بھی اہل یورپ کی راہنمائی کی اور یورپ کے فن جراحت پر مسلمانوں کے فن جراحت کے نمایاں اثرات ہر جگہ دکھائی دیتے ہیں۔

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ:

"یہ بھی ایک معلوم حقیقت ہے کہ میلان (اٹلی) کے "LANFRANC" نے جو تیرھویں صدی عیسوی میں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر' ادارہ علوم اسلامیہ' جامعہ پنجاب

پیرس کا مشہور سرجن تھا، اپنے نظریات کی تمام تر بنیاد ابو القاسم الزھراوی کی مشہور کتاب "مقالہ فی عمل الید" پر رکھی تھی۔۵۔

مشہور مستشرق جارج سارٹن لکھتے ہیں:

"ابو القاسم زہراوی سے بڑھ کر مسلمانوں میں جراحیات کا ماہر اور کوئی نہیں گزرا۔ جس سے خود یورپ کے علم الجراحت پر عہد نشاۃ ثانیہ تک نہایت گہرا اثر مرتب ہوتا رہا ہے۔۶۔

ڈاکٹر کیمپبل اپنی کتاب "Arabian Medicine"(طب العرب) میں لکھتے ہیں "ابو القاسم زہراوی کی کتاب نے یورپ کی سرجری پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں--- یہ ایک حقیقت ہے کہ یورپ کے بے شمار سرجنوں نے زہراوی کی جراحت والی کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے۔"۷۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ:

"باس اور فرنیڈ کی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ راجر بیکن نے سرجری کا علم "التصریف" ہی سے حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ "گوئے ڈی شولیک" نے ابن رشد اور زہراوی سے طب اور جراحت کا علم سیکھا۔"۸۔

ولیم اوسلر (OSLAR) لکھتے ہیں کہ

"دی مونڈویل اور "گوئے ڈی شولیک" کی مشہور کتب میں زہراوی کا نام ہر صفحہ پر ملتا ہے۔۹۔

حیدر بامات (Haider Bommate) لکھتے ہیں۔

"HALLER کے خیال میں زہراوی کی کتب چودھویں صدی عیسوی تک تمام سرجنوں کے لئے راہنمائی کا ذریعہ رہی ہیں۔"۱۰۔

ابوالقاسم زہراوی کی کتاب "التصریف" کو سرجری میں نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔ اس سلسلے میں "طب العرب" میں لکھا ہے۔

"التصریف کے سرجری والے حصے کا لاطینی ترجمہ "جیرارڈ آف کریمونا" نے کیا اور اس کے مختلف ایڈیشن، وینس، باسل اور آکسفورڈ سے نویں صدی ہجری/پندرھویں صدی عیسوی اور بارھویں صدی ہجری کے درمیان شائع ہوئے۔ صدیوں تک یہ کتاب یورپ کی یونیورسٹیوں میں درسی کتاب کے طور پر شامل نصاب رہی۔ یہ خصوصاً سلرنو مونٹ پیلیئر اور دوسرے طبی مدارس کے نصاب میں شامل تھی۔"۱۱۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار لکھتے ہیں کہ ابن سینا اور ابن زہر نے اگرچہ اس فن سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ تاہم ابن سینا کی القانون کا ایک طویل حصہ علم الجراحت کے لئے وقف ہے۔ علی العباس المجوسی نے اپنی تصنیف "کامل الصناعہ" میں کتاب نہم میں اس فن پر طویل بحث کی ہے۔ یہ حصہ ۱۱۰ ابواب پر مشتمل ہے اور دسویں باب میں تجربی جراحت پر ایک خاص فصل کا اضافہ کیا ہے۔ ابن القف (ساتویں صدی ہجری/ تیرھویں صدی عیسوی) نے "العمدہ فی صناعۃ الجراحۃ" لکھی۔ یہ کتاب درسی کتاب تھی اور مکمل کتاب اسی موضوع پر مشتمل ہے۔ ۱۱۔

یہ بات بڑی دلچسپی کا باعث ہے کہ قرون وسطی میں "حسبہ" یعنی بازاروں اور اخلاق کی نگرانی کے موضوع پر جو کتب لکھی گئیں ان میں ایک حصہ طبیبوں، معالجان چشم اور جراحوں سے متعلق ہوتا تھا۔ مثلاً ابن الاخوۃ کی "معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ" کی پینتالیسویں فصل میں اسی موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح کی کتب میں

اس بات پر زور دیا جاتا تھا کہ ایک جراح کے لئے "تشریح الابدان" اور جالینوس کی طب سے واقفیت ضروری ہے اور ہر جراح کے پاس مکمل آلات جراحت کا ایک بکس ہونا چاہئے۔ اس بکس میں زخم اور چوٹ سے خون بند کرنے کا سامان بھی موجود ہونا چاہئے ابن الاخوۃ اور شیرازی نے اپنی اپنی کتابوں میں اس سلسلے میں لکھا ہے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے والوں (مجبر) کے لئے لازم ہوتا تھا کہ اسے تمام ہڈیوں کی تعداد اور ان کی شکلوں کا پتہ ہو۔ اس کے علاوہ یہ کام کرنے والوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ "PAUL OF AEGINA" کی کتاب کے جو ابواب ہڈیوں کے ٹوٹنے اور اتر جانے سے متعلق ہیں وہ ان کو بھی جانتا ہو۔۱۲؎

ڈاکٹر محمد زبیر اپنی کتاب Studies in Arabic and persian Medical Literature میں لکھتے ہیں کہ "ابن زہر (۱۱۱۳ - ۱۱۶۲ء) نے پہلی مرتبہ اپنی "کتاب التیسیر" میں (TRACHEOTOMY) کے اپریشن کی تفصیلات بتلائیں۔ مصنف لکھتے ہیں کہ یہ ابن زہر کی ذاتی خدمت قرار دینی چاہئے۔ کیونکہ اس سے قبل اہل یونان کے بارے میں اس قسم کے اپریشن کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔۱۳؎

A Medical History of Persia کے مصنف لکھتے ہیں۔

"عرب اطباء کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے اپریشن سے قبل جسم کو بے حس کرنے اور مریض کو بے ہوش کرنے حتیٰ کہ بڑے اپریشنوں میں اپریشن سے سات روز قبل مریض کو بے ہوش کرنے کے طریقے متعارف کروائے۔ وہ DARNEL نامی پودے سے ایک دوائی تیار کرتے جو اس مقصد کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔

Dry Dressing کے بارے میں ابن سینا نے "القانون" میں بڑا زور دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس طریقے سے زخم بہت جلد مندمل ہو جاتے ہیں۔۱۴؎

گستاولی بان لکھتے ہیں کہ "فن جراحی کی ابتدائی ترقی مسلمانوں ہی کے ذریعے ہوئی اور زمانہ حال تک ان ہی کی تصانیف پر یورپ کے طبی مدارس کا دار و مدار رہا ہے۔۱۵؎

رشید اختر ندوی لکھتے ہیں: ابن زہر نے تاریخ میں سب سے پہلے دنیا کو یہ بات بتلائی کہ خارش کا سبب کیا ہوتا ہے؟ اس نے اس کا علاج بھی بیان کیا۔"۱۶؎

جرجی زیدان اپنی کتاب "تاریخ التمدن الاسلامی" میں لکھتے ہیں:

"مسلمان اطباء مختلف شعبوں میں تخصص کے حامل ہوا کرتے تھے وہ لکھتے ہیں:

**" و کان الا طباء طبقات واصنافا و فیهم الطبیب علی اجماله الجرا والفاصد والکحال والا سنانی ومن یعالج النساء فقط اویطبب المجانین فقط علی نحو الاطباء الاختصاصیین فی هنالایام و کان الکحالون فی اکثر منهم و کانوا یعالجون الماء الازرق بقدح العین علی نحو عملیته"** ۱۷؎

ترجمہ:۔ عرب اطباء کی مختلف اصناف اور طبقات تھے۔ ان میں سے بعض طبیب جراح تھے اور فصاد' کحال اور دانتوں کا علاج کرنے والے اور بعض صرف عورتوں کے امراض کا علاج کرنے والے ہوتے تھے۔ جیسا کہ آج کل سپیشلسٹ کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر ماہرین امراض چشم تھے جو موتیا بند کا قدح عین سے اس طرح علاج کرتے تھے جس طرح کہ آج کل کیا جاتا ہے۔

"طب العرب" میں ہے کہ مسلمانوں سے قبل تشریح الاعضاء پر تجربات ہوتے تھے۔ اسلامی حکومت کے تحت بھی اس

کی باقاعدہ تعلیم کا اہتمام ہوا اور ہسپتالوں میں باقاعدہ طور پر چھوٹے بڑے اپریشن ہوتے تھے۔ تحقیقات کے لئے بندر استعمال کئے جاتے۔ جن کی جسمانی اور اندرونی ساخت انسان کی ساخت سے مماثلت رکھتی تھی۔۱۸۔

حکیم نیرواسطی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے قائم کردہ ان ہسپتالوں میں طلبہ کو سرجری کی نہایت اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی۔ وہاں انہیں ہڈیاں جوڑنے' آنکھ' کان' ناک' حلق' زبان' احشائے بطن' معدہ' جگر' مثانہ وغیرہ تمام ظاہری و باطنی اعضاء کی جراحت کے عملی طریقے سکھائے جاتے تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کا ثبوت ابوبکر زکریا رازی' علی ابن عباس' مجوسی اور زہراوی کی کتب اعمال جراحت' ابن ابی اصیبعہ اور قفطی کی کتب تاریخ طب سے جا بجا ملتا ہے۔"۱۹۔

ابن ابی اصیبعہ اور قفطی کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور (قرون وسطیٰ) میں دیگر علوم و فنون کی طرح مسلمانوں کا علم جراحت بھی اوج کمال پر تھا اور اس علم کی ترقی کے لئے بغداد' غرناطہ' اشبیلیہ وغیرہ کے مشہور طبی مدارس میں طلبہ کو باقاعدہ سرجری کی تعلیم دی جاتی تھی۔۲۰۔

مسلمان (قرون وسطیٰ) میں ہی موتے کے علاج' زخم سے خون بند کرنے کے طریقوں Caustics Lithotrity کے استعمال' زخم کو کھولنے' نشتر کے استعمال اور داغنے کے عمل سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ Anaesthetics کے متعلق بھی جانتے تھے جس کے بارے میں عموماً یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ عہد حاضر کی دریافت ہے۲۱۔

حیدر ربامات لکھتے ہیں کہ علی بن ربن وہ پہلا شخص ہے جس نے طب' جراحت اور دوا سازی کو یکجا کیا۔ وہ سب سے پہلا شخص ہے جس کی تحریرات میں سانس کی نالی کے ورم اور زخم (Bronehotomy) کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔۲۲۔

مسلمانوں نے زچگی کے اپریشنوں کی تفصیلات بیان کی ہیں۔ "کتاب التصریف" کے ایک حصہ میں ماں کے پیٹ میں بچے کی مختلف حالتیں دکھائی گئی ہیں اور مشکل صورتوں میں آلات کے ذریعے وضع حمل کروانے اور بچے کے رحم مادر میں مر جانے کی صورت میں اسے پیٹ سے باہر نکالنے کے طریقے تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ۲۳۔

مسلمانوں کی سرجری میں داغنے کے عمل کو بڑا دخل رہا ہے۔ طب نبوی میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔۲۴۔

اندلس کے مسلمانوں کے ہاں یہ طریقہ وسیع پیمانے پر زیر استعمال تھا۔ داغنے کا عمل صرف زخموں کے اردگرد سے جراثیم کے اثرات ختم کرنے کے لئے کیا جاتا تھا۔ خون روکنے کے لئے بھی یہ طریقہ مستعمل تھا۔ اعضاء کاٹتے وقت بھی خون روکنے اور زخم کا منہ بند کرنے کے لئے اسی سے کام لیا جاتا تھا۔ مختلف قسم کی گلٹیوں کے خاتمے اور اس طرح کے دیگر امراض کے لئے بھی یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا۔۲۵۔

حکیم نیرواسطی لکھتے ہیں کہ عربوں کے جدید نظام طب میں علم جراحت پر خصوصیت کے ساتھ توجہ دی گئی ہے اور اس فن پر نہایت اہم کتب لکھی گئی ہیں۔ مصنف نے اس موضوع پر بہت سی کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ابی اصیبعہ اور قفطی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں بارھویں صدی عیسوی تک یہ فن عروج تک پہنچ چکا تھا۔ بغداد' غرناطہ' دمشق' اشبیلیہ وغیرہ کے طبی مدارس میں طلبہ کو باقاعدہ سرجری کی تعلیم دی جاتی تھی۔ بیمارستانوں میں مریضوں پر چھوٹے بڑے اعمال جراحت کئے جاتے تھے۔ اعلیٰ تعلیم جراحت کے لئے لاشوں کو چاک کرنے کا بھی اہتمام کیا جاتا تھا۔

عمار موصلی نے آنکھ اور اس کے امراض سے متعلق بہت عمدہ تحقیقات کیں اور اسی شعبے میں تحقیقات کرتے ہوئے اپنی پوری زندگی صرف کر دی اس نے آنکھوں کے اپریشن کا طریقہ بتایا جو بہت کامیاب ثابت ہوا بلکہ اسے آنکھوں کا اولین سرجن قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس نے اپریشن کے ذریعے موتیے کا علاج کیا۔ سرکاری ہسپتال میں آنکھوں کے لاتعداد اپریشن

کئے۔ اس نے آنکھوں کے علاج کے لئے ایک خاص قسم کا نازک آلہ تیار کیا تھا۔ اس نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ آنکھ کے آپریشن کے قواعد و ضوابط' علاج اور احتیاطیں بیان کیں۔ حفظ ماتقدم کے اصول بتلائے۔ اس نے جو اپریشن کئے ان کے تجربات باقاعدہ قلمبند کئے اور ان تجربات پر مشتمل "کتاب العین" لکھی۔ یہ کتاب اس موضوع پر ایک مکمل کتاب کی حیثیت سے یورپ میں بھی بہت مقبول رہی اور ۱۹۰۵ء میں اس کا ترجمہ جرمنی سے شائع ہوا۔۲۵۔

ابن سینا نے بھی آنکھ کے اپریشن اور علاج پر بڑی قیمتی تحقیقات کی ہیں ۲۷۔

اور بقول ڈاکٹر محمد زبیر

ابن سینا کو اس بات کی نیک نامی (Credit) جاتی ہے کہ اس نے آنکھ کے اندر کی غدود کے آپریشن کے لئے ایک چھوٹا سا آلہ یا سلاخ تیار کی اور اس نے اس بات کی ہدایت کی کہ یہ سلاخ ہمیشہ دوائی لگا کر (Medicated) ہی استعمال کی جائے ۲۸۔

A Medical Hostory of Persia کے مصنف لکھتے ہیں:

"مسلمانوں نے بڑی مہارت اور کامیابی کے ساتھ آنکھوں کے ایسے اپریشن جاری رکھے جس طرح کے اپریشن آج کی جدید دنیا میں عمل میں آ رہے ہیں۔۲۹۔ یہ مصنف لکھتے ہیں کہ "مسلمان جانتے تھے کہ آنکھ کا موتیا' آنکھ کے عدسے کے غیر شفاف ہو جانے کی بنا پر پیدا ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے متاثر شدہ بینائی کے لئے مختلف قسم کے عدسے استعمال کئے۔ ان عدسوں کا تذکرہ "الاسباب" کے شارح نے "موتیے" کے باب میں کیا ہے۔۳۰۔

سرجری میں آلات سرجری کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ان آلات کی شکل و صورت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اصلاحات ہوتی رہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اس پہلو سے فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے ابتدائی طور پر ان آلات کو استعمال بھی کیا اور انہیں خود ہی تیار کیا۔ پھر ان کی تصاویر اپنی کتب میں محفوظ کر دیں اور یہی تصاویر آلات کی ترقی اور یورپ تک ان کی ترسیل میں سنگ میل ثابت ہوئیں۔ اگر مسلمانوں نے یہ تصاویر محفوظ نہ کی ہوتیں تو شاید آلات جراحت اتنی سرعت کے ساتھ ترقی کی منازل طے نہ کر سکتے ان آلات میں سے کئی ایک اپنی اسی ابتدائی شکل میں آج بھی مستعمل ہیں یہ آلات مسلمانوں کی سرجری میں ترقی اور دلچسپی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ خاص طور پر ابو القاسم زہراوی کا یہ زندہ جاوید کارنامہ ہے کہ اس نے "التصریف" میں ان آلات کی تصاویر پیش کی ہیں۔ جنہیں وہ مختلف اپریشنوں میں استعمال کیا کرتا تھا۔ اس کی پیش کردہ تصاویر میں مندرجہ ذیل آلات شامل ہیں۔

منماس (موچنہ) مسلط (سوئی کی ایک قسم) مقلاع الاسنان (دانت اکھاڑنے کا آلا (قاثاطیر) آلہ اخراج بول) محقن (آلہ حقنہ) مقراض (قینچی) منشار (آری) سکین (چھری) ابر عقفاء (آہنی سوئی) کلوب (زنبور) منفخہ (زراقہ) مبرد (سوہان) مفصد (فصد کرنے والا نشتر) ملقاط (چمٹی) مجراف (جراحوں کی سلائی جس سے زخم کی گہرائی معلوم کی جاتی ہے) مبضع (نشتر جراح مبزغ (نشتر بیطار)۳۱۔

عبدالوحید خان لکھتے ہیں کہ زہراوی نے کم از کم دو سو آلات جراحت کی تصاویر پیش کی ہیں۔۳۲۔ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے اور ملے ہوئے جوڑوں کو چڑھانے کے لئے مسلمانوں کے ہاں بڑے کامیاب اور عجیب و غریب طریقے رائج تھے۔ مسلمان اطباء کے ہاں اس موقع پر مریض کا اندرونی اپریشن نہیں کیا جاتا تھا بلکہ اس مقام پر جہاں سے ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو یا جوڑ ہلا ہوا ہو' باہر جسم پر دباؤ اور وزن ڈالتے تھے اور یہ وزن اس انداز سے ڈالا جاتا کہ ہڈی اپنی اصلی جگہ پر فٹ ہو جاتی۔ ڈاکٹر حسین نصر لکھتے ہیں کہ اس فن میں مسلمانوں کی مہارت اس قدر تھی کہ وہ آج کی دنیا میں اس سلسلے میں پائے جانے والے

طریقوں کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ وہ اپنے طریقوں سے نہایت پیچیدہ مواقع پر اترے ہوئے کندھے کو دوبارہ چڑھانے میں بڑی کامیابی کے ساتھ اپنی فنی مہارت کو کام میں لاتے تھے۔ ۳۳۔

ڈاکٹر حسین نصر لکھتے ہیں:

جوڑ چڑھانے والے ماہرین (Osteologist) کی ماہرانہ اور عملی کامیابی کی وجہ سے ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے اور جوڑ چڑھانے کے علم سے تعلق رکھنے والی اسلامی طب کی یہ شاخ آج کے دور تک موجود رہی ہے حتیٰ کہ وہ علاقے جہاں اسلامی طب کو بالعموم زیادہ سنجیدگی سے زیر استعمال نہیں لایا گیا وہاں بھی اس شاخ کو خاصی اہمیت حاصل رہی ہے ۳۴۔

دانتوں کی سرجری میں بھی مسلمان کسی طرح پیچھے نہیں رہے۔ ابو القاسم زہراوی نے کئی ایک آلات کی تصاویر بھی پیش کی ہیں۔ جنہیں وہ دانت نکالنے اور انہیں ہلانے کے لئے استعمال کیا کرتا تھا۔ وہ ماہر دندان ساز بھی تھا۔ مسلمان اطباء نے منہ اور دانتوں کے کئی اپریشن کئے۔ انہوں نے دانتوں کو صحت مند رکھنے کے لئے مختلف قسم کی ہدایات دیں مصنوعی دانت بھی تیار کئے جو جانوروں کی ہڈیوں سے تیار کئے جاتے تھے۔ دانتوں کے مریضوں کو ہمہ وقت سروس مہیا کرنے کا انتظام بھی موجود تھا۔ ۳۵۔ ابو القاسم زہراوی کو مسلمانوں میں علم جراحت کا بہت بڑا ماہر قرار دیا گیا ہے۔ جارج سارٹن اس کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ابوالقاسم زہراوی سے بڑھ کر مسلمانوں میں جراحیات کا ماہر اور کوئی نہیں گزرا جس سے خود یورپ کے علم الجراحت پر عہد نشاۃ ثانیہ تک نہایت گراں اثر مرتب ہوتا رہا۔" ۳۶۔

ڈاکٹر حسین نصر نے بھی زہراوی کو عظیم ترین جراح قرار دیا ہے۔ ۳۷۔

زاہراوی نے اس کتاب میں نئے نئے تصورات بیان کئے اور ان کے استعمال پر زور دیا۔ جیسے زخموں کو داغنا' مثانے کے اندر ہی پتھری کو توڑنا اور جانوروں اور انسانی جسم کے پوسٹ مارٹم کی اہمیت وغیرہ" ۳۸۔

جارج سارٹن لکھتے ہیں کہ ابو القاسم زہراوی پلاسٹر آف پیرس کی تیاری اور جراحت کے مقاصد کے لئے اس کے استعمال سے واقف تھا ۳۹۔

ڈاکٹر ڈونلڈ کیمپبل (Dr,Donaled Compbell) اپنی کتاب

Arabian Medicine and its Influence on the Middle Ages

میں لکھتے ہیں "یورپ کے طبی نظام پر ابوالقاسم زہراوی کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ اس کے انداز بیان کی وضاحت اور مناسب انداز نے عربوں کے طبی ادب کے بارے میں یورپ کے ماہرین طب کے دلوں میں دلکشی پیدا کر دی۔ زہراوی نے سقراط کے انداز کو گرہن زدہ کر دیا اور (قرون وسطیٰ) کے یورپ میں پانسو برس تک اپنی غالب حیثیت کو برقرار رکھا۔ وہ یورپ میں جراحت کے مقام کو بلند کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوا۔ ۴۰۔

عبدالوحید خان لکھتے ہیں کہ ابن سیارہ پہلا شخص ہے۔ جس نے مختلف جانوروں کے چمڑے سے آلہ اخراج بول (Catheters) استعمال کئے۔ اسی نے سلور کی سرنج کے ذریعے (Intera Vasical) ٹیکہ لگانے کا طریقہ اپنایا ابن زہر نے گردے کی پتھری کے لئے اپریشن کا طریقہ اختیار کیا۔ اس شخص کو سب سے پہلا (Parasitologist) قرار دیا گیا ہے۔ ۴۱۔

عبداللطیف کے بارے میں عبدالوحید خان لکھتے ہیں۔

وہ تشریح الاعضاء کا پہلا ماہر ہے۔ جس نے انسانی کھوپڑی کی صحیح صحیح وضاحت کی۔ اس نے چہرے کی ہڈیوں اور زیریں جبڑے کی بھی پوری ساخت بیان کی۔" ۴۲۔

ابن الخطیب کے بارے میں ڈاکٹر حسین نصر لکھتے ہیں کہ اس نے دایہ گری (Gynecology) کے موضوع پر ایک معروف کتاب لکھی ۴۳۔

ابن زہر کو رازی (932/318) کے بعد سب سے بڑا کلینکی طبیب قرار دیا گیا ہے۔ وہ پہلا طبیب ہے۔ جس نے ہڈیوں میں احساس (Feeling in Bones) پر بحث کی اور احمد الطبری کے نظریہ صعوبات (Itch Mite) کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ ابن زہر نے جراحت کے اچھوتے اصول بیان کئے۔ (Mediastinal Tumers) اور خراج التامور خراج غشاء قلب (Abcess on the Pericardiusm) کا ذکر کیا ہے۔ جن کا اس سے قبل کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ اسی نے سب سے پہلے Tracheotomy کی سفارش کی وہ خوراک والی نالی کے راستے مصنوعی طریقے سے غذا پہنچانے کے عمل سے بھی وقف تھا وہ اس کے طریق کار کی بڑی مہارت کے ساتھ وضاحت کرتا ہے ۴۴۔

سید امیر علی زاہراوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

ابو القاسم نہ صرف صف اول کا طبیب بلکہ صف اول کا جراح بھی تھا۔ اس نے نہ صرف شعبہ طب میں بلکہ فن دایہ گری کے شعبے میں بھی بہت سے اعمال جراحت کئے۔ وہ کہتا ہے کہ چونکہ عورتوں کی جراحت میں شرم وحیا کا لحاظ رکھنا ہوتا ہے۔ اس لئے باقاعدہ طور پر تربیت یافتہ عورتیں اس کی معاون ہوا کرتی تھیں۔ ---- مثانے کی پتھری نکالنے کے سلسلے میں وہ آج کل کے بہترین سرجنوں کا ہم پلہ تھا۔" ۴۵۔

ڈاکٹر مسعود لکھتے ہیں کہ:

"زہراوی کی کتاب کی ہم پلہ قرون وسطیٰ کی کوئی کتاب نہ تھی اور آج کل کی جراحت کا واحد ماخذ اسی کتاب کو قرار دیا جا سکتا ہے۔ ۴۶۔

زہراوی کی کتاب التصریف کا تیسرا حصہ جراحت پر مشتمل ہے۔ اس حصے کے تین ابواب خاص طور پر اہم ہیں۔ پہلا باب "کی" یعنی داغنے کے بارے میں ہے۔ دوسرا باب عملی جراحت کے بارے میں اور تیسرا باب ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے کے بارے میں ہے۔

زہراوی کتاب کے آغاز میں آپریشن کے سلسلہ میں بعض اطباء کی بے احتیاطی اور کم علمی کے کچھ واقعات بیان کرتا ہے۔ اپریشن کے بارے میں اس کا نقطہ نگاہ یہی ہے کہ یہ اسی وقت کیا جائے جب کوئی دوائی کارگر ثابت نہ ہو رہی ہو۔ اس نے داغنے کے طریق علاج کو کسی پھوڑے کے اپریشن اور سرطان کی جڑوں کو جلانے کے لئے مفید قرار دیا۔ زہراوی نے یہ تحقیقات بھی پیش کیں کہ اگر سرطان کا علاج ابتداء ہی سے کر لیا جائے تو یہ مرض قابل علاج ہے۔ لیکن اگر یہ پھیل اور بڑھ جائے تو یہ لاعلاج ہے۔ اس نے جگر کو نکالنے سے پہلے کی تدابیر بھی بیان کیں تاکہ پیپ مریض کے پیٹ کی جانب سرایت نہ کر جائے اگر پیپ مریض کے پیٹ کی طرف سرایت کر جائے تو مریض کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ وہ پہلا طبیب ہے جس نے ٹانسلز (Tonsils) کے اپریشن کا طریقہ ایجاد کیا اس نے پیٹ اور پیشاب کی نالی کا اپریشن بھی کیا اور وہ ناک' کان' گلے کے آپریشن' خنازیر' قصبہ ہوائیہ اور اوعیہ دمویہ کی جراحت' بواسیر کے مسوں کو کاٹنے' ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے' اترے ہوئے جوڑوں کو چڑھانے' ماؤف اعضاء کو کاٹنے اور ہر قسم کے آپریشن کا ماہر تھا۔ وہ پہلا شخص ہے جس نے عورتوں کے مثانہ سے مہبل (Vagina) کے راستے کنکری نکالنے کا طریقہ ایجاد کیا اور مثانہ سے پتھری توڑ کر نکالنے کا طریقہ بھی دریافت کیا۔ ۴۷۔

اس نے بڑی شریانوں کو باندھ کر خون روکنے کی وضاحت کی۔ اس نے تاکید کی کہ جسم کے زیریں حصہ میں آپریشن کرتے وقت سب سے پہلے مریض کے پاؤں کو سر سے اونچا کیا جائے۔ اس نے زخم کو اندر سے ٹانکے لگائے کہ باہر کوئی نشان باقی نہ رہے۔ ایک دھاگے سے پیوستہ دو سوئیوں کے ساتھ زخم کو سینے' آنتوں کے اپریشن میں بلی کی آنتوں سے تیار کیا ہوا دھاگہ استعمال کرنے کے طریقے بیان کئے۔ وہ موتیا بند کے علاج' زجاجیہ کو دبا دینے یا اسے نکال دینے کے ذریعہ' خون کو ٹھنڈے پانی سے بند کرنے' محرقہ ادویات اور ریشمی ٹانکوں کے استعمال اور سخت عملیات جراحیہ میں بے ہوشی کی دوا دینے سے واقف تھا۔ ۴۸۔

---

## إلا بثلاث ...

ـ لا ينمو العقل إلا بثلاث: ادامة التفكير، ومطالعة كتب المفكرين، واليقظة لتجارب الحياة.

ـ لا يصلح العلمَ الا بثلاث: تعهّد ما تحفظ، وتعلم ما تجهل، ونشر ما تعلم.

ـ لا يفيد الوعظ الا بثلاث: حرارة القلب، وطلاقة اللسان، ومعرفة طبائع الانسان.

ـ لا يثمر الإصلاح الا بثلاث: دراسة المجتمع، وصدق العاطفة، ومتابعة السير.

ـ لا تدوم النعمة الا بثلاث: شكر الله عليها، وحسن الاستفادة منها، ودوام العناية بها.

ـ لا تصدق الأخوة الا بثلاث: ان تغار على عرضه كعرضك، وأن لا تكتم عنه سراً، وأن ترى حقه عليك في نجدته أقوى من حق أولادك في امساك مالك.

ـ لا يجمل المعروف الا بثلاث:أن يكون من غير طلب وأن يأتي من غير ابطاء، وأن يتم بغير منة.

ـ لا تكمل الرجولة الا بثلاث: ترفّع عن الصغائر، وتسامح مع المقصرين، ورحمة بالمستضعفين.

ـ لا يحلو الجمال الا بثلاث: صيانة عن الابتذال ومودة للأطهار، وعفة مع الفجار.

ـ لا تحصل السعادة الا بثلاث. صيانة الدين، وصحة الجسم، ووجود ما تحتاج اليه مادة أو معنى.

ـ لا ثواب للعبادة الا بثلاث: اخلاص لله، وحضور مع الله، ووقوف عند حدود الله.

# حوالہ جات


۱۔ میکس میئرہاف (Max Meyer Hof) اور سارنیلی (T.Sarnelli)، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۱ء جلد ہفتم، صفحہ ۱۵۹۔۱۶۰ (مقالہ جراح)

۲۔ Hussain Nasr, Dr, Islamic Science An Illustrated Study, World of Islam Festival Publishing Co, P.167

ii۔ سارٹن، جارج، مقدمہ تاریخ سائنس (اردو ترجمہ مترجم سید نذیر نیازی)، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۷ء جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۳۶۰۔

iii۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں انسانی جسم کی بہت زیادہ حرمت بیان ہوئی ہے اور اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ موت کے بعد بھی کسی کے جسم کی چیرپھاڑ کی جائے۔

۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ہفتم، صفحہ ۱۵۹۔۱۶۰

۴۔ ایضاً، جلد ہفتم، صفحہ ۱۶۰

۵۔ ایضاً، جلد ہفتم صفحہ ۱۶۰

۶۔ سارٹن، جارج، مقدمہ تاریخ سائنس، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ ۱۳۹۰۔۱۳۹۱

۷۔ نیرواسطی، علی احمد، حکیم، طب العرب، لاہور، ۱۹۵۴ء، صفحہ ۳۵۷۔۵۸

۸۔ ایضاً، صفحہ ۳۵۸

۱۰۔ Haider Bommate, Muslim Contribution To Civilization, P.30.

۱۱۔ نیرواسطی، حکیم، طب العرب، صفحہ ۴۰۴، ۴۰۵

۱۱a۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ہفتم، صفحہ ۱۶۰

۱۲۔ ایضاً، جلد ہفتم، صفحہ ۱۵۹۔۱۶۰

13۔ Zubair, Muhammad, Dr. Studies in Arabic and Persian Medical Literature, Calcutta, 1959, P.X.X.

14۔ Elezood, A Medical History of Persia, pp. 281-85

۱۵۔ لی بان، گستاؤ، تمدن عرب (اردو ترجمہ از سید علی بلگرامی)، لاہور، صفحہ ۴۵۴، ۴۵۵

۱۶۔ ندوی، رشید اختر، مسلمان اندلس میں، لاہور، ۱۹۵۰ء، صفحہ ۴۷۔

۱۷۔ جرجی زیدان، تاریخ التمدن الاسلامی، قاہرہ، جلد دوم، صفحہ ۸۰۔

۱۸۔ نیرواسطی، حکیم، طب العرب، صفحہ ۲۲۶، ۳۴۷

۱۹۔ ایضاً، صفحہ ۳۴۸

۲۰۔ ایضاً، صفحہ ۳۴۸

21۔ Haidar Bommate, Muslim Contribution to Civilization, P.30

22۔ Ibid. P.30.

۲۳۔ زہراوی، ابو القاسم، التصریف لمن عجز عن التالیف، لکھنؤ، ۱۹۰۸، صفحہ ۱۱۵

۲۴۔ اس سلسلے میں دیکھئے۔

تبریزی، خطیب، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب، صفحہ ۴۰۹ (مترجم اردو، قرآن محل، کراچی)

حضورؐ نے یہ طریق علاج استعمال بھی فرمایا اور اس کی حوصلہ شکنی بھی فرمائی ہے اس سلسلے میں تحقیقی رائے یہی قائم کی جاسکتی ہے کہ آپؐ نے ناگزیر اور ہنگامی صورت میں تو اسے استعمال کیا لیکن عموماً اجتناب ہی کیا۔

25۔ Hussain Nasr, Islamic Science An Illustrated Study, P.167.

۲۶۔ بحوالہ عمادی، ابراہیم، مسلمان سائنس دان اور ان کی خدمات، صفحہ ۶۰،

Abdul Waheed, The Islamic Background of Modern Science, Lahore, 1945, p.58.

27۔ Hussain Nasr, Islamic Science An Illustrated Study, P.167.

28۔ Zubair, Muhammad, Dr, Studies In Arabic and Persion Medical Literature, P.30.

29۔ Elzood, A Medical History of Persia, PP. 281-85

30۔ Ibid, P.285.

۳۱۔ نیرواسطی، حکیم، طب العرب، صفحہ ۳۵۱

32۔ Abdul Waheed, The Islamic Background of Modern Science, P.57.

33۔ Hussain Nasr, Islamic Science An Illustrated Study, P.167.

34۔ Ibid., P.167

35۔ Ibid., P.167.

۳۶۔ سارٹن، جارج، مقدمہ تاریخ سائنس

---

لعمرك ما حي وإن طال سيره    يعد طليقا والمنون له أسر
وما هذه الأيام إلا منازل    يحل بها سفر ويتركها سفر
فلا تحسبن المرء فيها بخالد    ولكنه يسعى وغايته العمر

البارودي

وقد قال أبو فراس:

ولكن إذا حم القضاء على امرىء    فليس له برٌ يقيه ولا بحر